رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ؕ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے	عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا	اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵	۱۳۔ نومبر ۱۹۱۷ء	سہ شنبہ	مطابق ۲۷ محرم ۱۳۳۶ھ	نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح بخیریت ہیں۔ خاندان مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

ہفتہ مختتمہ میں مندرجہ ذیل احباب تشریف لائے سید ناصر شاہ صاحب کلانور سے۔ بابو عبد الحمید صاحب شملہ سے۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب ممباسہ سے۔ میاں فضل الدین صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ لاہور سے

۱۱۔ نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے چوہدری غلام حسین کا نکاح چوہدری حاکم علی صاحب ساکن چک پنیار کی لڑکی غلام فاطمہ سے دو ہزار مہر پر پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔

آج (۱۳ نومبر) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بمعہ چند دیگر احباب بعض ضروریات سلسلہ کی انجام دہی کے لیے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

ساما نہ میاں فضل الرحمن صاحب لکھتے ہیں کہ محرم کے ایام میں بیرونجات سے بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں۔ موقع کو غنیمت سمجھ کر تبلیغی ٹریکٹ تقسیم کیے گئے۔ ایک پادری صاحب جو نئے ہی متعین ہوئے ہیں۔ ان سے تثلیث وغیرہ مسائل پر گفتگو ہوئی پادری صاحب نے کہا۔ مسیح کو انجیل میں خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لہذا وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ میں نے کہا اس طرح تو دوسرے لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ کیا آپ ان کو بھی ابن اللہ مان لیں گے۔ اس پر پادری صاحب نے کہا کہ جب ۱۹۰۰ برس سے مسیح کو آسمان پر زندہ مانتے ہو۔ تو خدا کا بیٹا ماننے میں کیا قباحت ہے لیکن جب کہا گیا کہ ہم مسیح کو زندہ نہیں سمجھتے۔ بلکہ فوت شدہ مانتے ہیں۔ اور قرآن کریم مسیح کی موت کا گواہ ہے تو پادری صاحب نے کہا تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے۔ پادری صاحب کے اس جواب پر لوگ بے ساختہ ہنس پڑے۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ دو سمجھدار آدمیوں نے اسی وقت وفات مسیح کا اقرار کر لیا۔

ولادت شیخ عبد الرب صاحب اوکاڑہ سے لکھتے ہیں کہ ۲۹ اکتوبر کو ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

میاں عبد العزیز ابن صوفی نبی بخش کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔

نماز جنازہ چوہدری غلام حسین صاحب برادر قاضی یعقوب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں کہ ان کی والدہ جن کی عمر سو سال کے قریب تھی اور جو نہایت پابند صوم و صلوٰۃ اور مخلص احمدی تھیں۔

فوت ہوگئی ہیں۔ میاں نور محمد جالم پورے لکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

مذہب کے پردہ میں دھوکہ دہی

کچھ دن ہوئے میرٹھ سے کسی آتمارام کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ میں موضع " جبرانہ ضلع ایٹہ کا رہنے والا ہوں۔ اس وقت میرے خیالات بہت پراگندہ ہیں اور میں مذہب سناتن دھرم رکھتا تھا۔ مگر اب میرے عقیدہ میں بہت بڑا تغیر واقع ہوگیا ہے۔ اور میں یہ سوچتا ہوں کہ کس مذہب میں کیسی واقعی ہوگی۔ میں نے آریہ دھرم کی کتابیں بھی دیکھیں اور محمدی دھرم کی بھی دیکھیں۔ بائیبل کو بھی اچھی طرح دیکھا۔ اب میں میرٹھ اپنے بھائی کے پاس آیا ہوں جو آریہ ہیں۔ وہ مجھ کو اپنے دھرم کی اچھائی دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آریہ ہوجا۔ یہاں میرے ایک دوست ہیں انھوں نے مجھ کو آپ کا پتہ بتایا۔ اس واسطے جی چاہتا ہے کہ آپ کی کتابیں بھی دیکھوں۔ مگر میرے پاس اتنے روپے نہیں جو میں کتابیں منگا سکوں۔ کیونکہ جو جائداد مجھ کو میرے بڑے بھائی کی طرف سے ملی تھی۔ وہ انہیں نے مجھ کو کچھ نہیں دیا۔ غرض میں قیمت ادا نہیں کرسکتا۔ آپ براہ کرم براہین احمدیہ کامل۔ انجام آتھم۔ سرمہ چشم آریہ۔ تحفۂ حق اور اسی قسم کی کتابیں میرے پاس بھیج دیجئے۔ خواہ میں ان کو دیکھ کر میں پھر واپس کردوں یا مانا جائے تو میں ہی رکھ لوں۔ لیکن میرے دوست کے پتہ سے بھیجئے۔ میرا نام بالکل نہ لکھا جائے۔ اگر راز کھلے وہ میرے دوست یہاں ایک قرآن کا مدرسہ ہے اس میں قرآن پڑھاتے ہیں ان کا پتہ یہ ہے:۔ شہر میرٹھ۔ خیر نگر دروازہ معرفت حافظ سیف اللہ مہتمم مدرسہ ضیاء القرآن "

اس خط کو مکرمی حامد حسین خانصاحب کے پاس میرٹھ بھیج کر لکھا گیا۔ کہ اگر یہ شخص کتابیں پڑھنے کا شوق رکھتا ہے۔ تو انتظام کیا جائے۔

ان کی طرف سے اس کے متعلق جو جواب آیا ہے وہ یہ ہے۔ میں مدرسہ ضیاء القرآن میں بغرض تلاش حافظ سیف اللہ صاحب گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ فرضی نام ہے۔ اور کوئی شخص اس نام کا یہاں موجود نہیں ہے۔ یہ دراصل ایک چالاک شخص کی حرکت ہے میں واقف ہوں۔

نظم

ہر طرف پھیلی ہے خوشبو احمدی گلزار کی

(از منظور احمد صاحب منظور بھیروی)

کچھ مجھے تدبیر بتلا دو وصال یار کی
ورنہ بچنے کی نہیں امید اس بیمار کی

مجھ کو حاصل ہو اسی میں دولت ہر دو جہان
گر میسر ہو گدائی کوچۂ دلدار کی

میں نہ دشمن کا کروں شکوہ نہ قسمت کا گلا
ہاں اسی پر خوش ہوں جو مرضی ہو سرکار کی

جنت و دوزخ کی مولا کچھ نہیں پروا مجھے
ہوں جہاں ہوتی رہے مجھ کو زیارت یار کی

دوستوں سے ہم نے جو صدمے اٹھائے کیا کہیں
دل سے اب ساری شکایت اٹھ گئی اغیار کی

کوئی اتنا تو کہے صیاد سے چھیڑے نہیں
عرش سے ٹکرائیگی فریاد بلبل زار کی

کیا یہ کرتی ہے کسی سے بیوفا دنیا وفا
دوستو پھر کس لئے الفت ہو اس مردار کی

سامنے محمود کے سینہ سپر ہو کر نہ جا
نوک چبھ جائیگی دل میں کاکل خمدار کی

لے گیا بازی تو دنیا سے وہ سلطان القلم
کیا حقیقت ہے مخالف آہنی تلوار کی

گر نہیں ہیں وہ مسیح و مہدی آخر زماں
کس نے اس طوفان سے امت کی کشتی پار کی

دیکھ کر دنیا نشانوں پر نشاں بخوف ہے
آجکل دیکھو ہوئی کیا زار حالت زار کی

زار والی پیشگوئی آکے جب پوری ہوئی
کھل گئی ساری حقیقت دیکھ لو اس زار کی

گالیوں پر اب اتر آتے ہیں دشمن حق کے
جب کوئی صورت نظر آئی نہیں انکار کی

کابل و کشمیر۔ و لنڈن۔ چین و استنبول میں
ہر طرف پھیلی ہے خوشبو احمدی گلزار کی

اپنے قدموں میں مرے آقا بلالیجو مجھے
دیکھتا ہر دم رہوں رونق ترے دربار کی

اس تپ فرقت نے دبلا کردیا منظور کو
ہوگئی حالت بہت نازک ترے بیمار کی

سہ سبعی زرہ ائی۔

کیا مسیح موعود کا منکر کافر نہیں

ہمارے غیر مبائعین دوست بڑے زور شور سے کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا انکار کرنے سے کوئی شخص کافر نہیں ہوجاتا جس کے خلاف اس وقت تک ہماری طرف سے معقولی اور منقولی دونوں طریق سے بے شمار دلائل اور براہین دی جاچکی ہیں۔ کاش یہ لوگ ان پر غور کرکے کچھ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے۔ ذیل میں ہم اس بات کے فیصلہ میں کہ آپ کا انکار کفر ہے یا نہیں۔ آپ ہی کے الفاظ پیش کرتے ہیں۔ جو بدر جلد ۲ نمبر ۲۳ - مورخہ ۲۶ - جون ۱۹۰۳ء میں چھپ چکے ہیں۔ اور برادرم منظور احمد صاحب بھیروی نے لکھ کر بھیجے ہیں۔ کیا ان پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائیگا۔

ایڈیٹر

سوال۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کو وحدہ لاشریک جانتا ہے اور محمد رسول اللہ کو برحق رسول مانتا ہے۔ قرآن پڑھتا صوم و صلوٰۃ ادا کرتا ہے۔ وہ آپ کے نہ ماننے سے کافر ہے۔ یا مسلم۔

جواب از حضرت مسیح موعود و مہدی معہود۔ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے۔ مگر کہتا ہے کہ چوری کرنا۔ اور زنا کرنا اور شراب پینا۔ اور جھوٹ بولنا۔ اور سور کھانا۔ اور خون کرنا۔ کچھ گناہ نہیں ہے۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اس نے خدا تعالےٰ کے احکام کی تکذیب کی۔ اور ان سے انکار کیا زنا کرنا اور شراب پینا معاصی موجب کفر نہیں ہیں۔ وہ سب گناہ ہیں۔ مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھیرانا موجب کفر ہے۔ پس اسی طرح مسیح موعود سے انکار کرنا۔ اس وجہ سے کفر ہے کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دار الامان - ۱۳؍ نومبر ۱۹۱۷ء

ستارہ صبح کے شرائط

نمبر (۱)

۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۷ء کے اخبار میں بعض ایسے اخبارات سے جو ہمارے ہادی اور پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تمسخر و استہزا۔ سب و شتم۔ گالی گلوچ اور سخت کلامی کو کام میں لانا اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کہا گیا تھا کہ :۔

"ہم آپکے اعتراضوں سے نہیں گھبراتے بیشک کریں۔ اور جی کھول کر مخالفت کرلیں۔ مگر شرافت سے علمی رنگ میں۔ یہ بازاری اور سوقیانہ طرز چھوڑ دیں۔ یہ گالیاں دینا ترک کر دیں۔ یہ تمسخر و استہزا جو شیوۂ جہال ہے۔ اس سے باز آجائیں۔"

پھر اسی پر بس نہیں کی گئی تھی۔ بلکہ یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ :۔

"اگر آپ صاحبان سب و شتم سے نہیں رک سکتے۔ تو پھر کم از کم ہماری درخواست کے اس حصہ کو تو شرف قبولیت بخشیں۔ کہ بجائے ہمارے مسیح و ہادی کے ہمیں کہ پانچ چھ لاکھ ہیں۔ پیٹ بھر کر جو کہنا چاہیں کہہ لیں ہمارے محبت سے بھرے ہوئے دل اور اپنے ہادی کے احسانات سے جھکی ہوئی گردنیں حاضر ہیں۔ آپ شوق سے کریں لیکن خدارا ہمارے امام۔ مقدس امام کو برا نہ کہیں کہ اس سے ہمارے دل مجروح ہوتے ہیں اور یہ امر ہمارے لئے ایسا تکلیف دہ ہے کہ آپ شاید اس کا اندازہ کسی صورت میں نہیں لگا سکتے۔"

یہ جو کچھ کہا گیا تھا۔ بالکل صاف اور واضح تھا۔ لیکن ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح کو جو مذکورہ بالا عرضداشت کے مخاطب اول تھے جو کچھ اس کا مطلب سمجھے ہیں۔ وہ انہیں کے الفاظ میں یہ ہے کہ :۔

"ہم سے استدعا کی تھی کہ ہم آئندہ کے لئے اس سلسلہ طعن و تعریض کو بند کر دیں جسکے دوسرے معنے یہ تھے کہ جناب ممدوح (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ) اور آپ کی امت کثیر الانفار کو تو یہ اختیار دے دیا جائے۔ کہ اسلام کا منہ چڑائیں۔ روایات اسلام کا استخفاف کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نقلیں اتاریں۔ ازواج مطہرات حضور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ناموس کو اپنے خاندان کی خاتونوں کے القاب و آداب کے لئے وجہ محاکات بنائیں۔ لیکن ہم کو اجازت نہ ہو۔ کہ آپ کے اور آپکی امت کے اس بے باکانہ طرز عمل پر ایک حرف بھی زبان قلم سے نکالیں۔"

ایڈیٹر صاحب ستارہ صبح کے ان الفاظ کو ہم صاحب علم و عقل اصحاب کے سامنے پیش کر کے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ فرمائیں۔ کیا ہماری عرضداشت کے "دوسرے معنی" یہی ہیں۔ جو ستارہ صبح کے ہمہ دان ایڈیٹر صاحب نے سمجھے ہیں یقین نہیں آسکتا۔ کہ کوئی ایک ایسا انسان بھی جو ضد اور تعصب کی صفات ذمیمہ سے بری ہو۔ اور حقگوئی کی جرأت رکھتا ہو۔ ان کا ہم خیال ہو۔ پھر کیسے غضب کی بات ہے۔ کہ جناب ظفر علی خان صاحب بایں ادعا کہ ہمیں "آپ سے کوئی ذاتی عناد نہیں"۔ "کوئی شخصی جھگڑا نہیں"۔ ہماری صاف اور واضح تحریر کے وہ معنی بنا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جن کی تصدیق کرنے کے لئے کوئی صاحب دانش و بینش تیار نہیں ہے۔

خیر مولوی ظفر علی خان صاحب ہماری تحریر کے جو معنی چاہیں گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیں۔ ہم انہیں مجبور نہیں کر سکتے۔ کہ جس بات کے سمجھنے سے ہی وہ عاری ہیں اسے ضرور ہی صحیح طور پر سمجھیں ہاں جب تک دنیا میں صاحب عقل و ہوش انسان موجود ہیں۔ وہ خود فیصلہ کرلینگے۔ لیکن ہماری عرضداشت کے جواب میں جو کچھ انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ اسکے متعلق ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے اس پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایا۔ تو کچھ بعید نہیں کہ اپنی "التماس" کو واپس لے لیں۔ لیکن اگر انہوں نے ایسا نہ بھی کیا۔ تو حق پسند اصحاب کو ان کی نسبت یہ اندازہ لگانے کا موقعہ مل جائیگا۔ کہ مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف سلسلہ طعن و تشنیع سب و شتم اور استہزاء و تمسخر جاری رکھنے کے لئے کہاں تک حق بجانب ہیں ٭

آپ ہماری مذکورہ بالا عرضداشت کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

"ہماری التماس آپ کی خدمت میں صرف اسی قدر ہے :۔

(۱) "مرزا غلام احمد کو آپ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم پایہ قرار دینا چھوڑ دیں"

(۲) "آپ آیندہ سے مرزا غلام احمد صاحب کو علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ لکھیں"

(۳) "آپ اپنی بیبیوں کو ام المومنین کہکر اس لقب کی بےحرمتی نہ فرمائیں"

(۴) "اپنے انوکھے عقاید کو آپ اپنی جماعت ہی تک محدود رکھیں۔ اور گھر میں جو چاہیں کرلیں۔ لیکن مسلمانوں کی عام جماعت میں انکی تبلیغ فرمانے سے دست بردار ہو جائیں"

ستارہ صبح یکم نومبر ۱۹۱۷ء

مذکورہ بالا شرائط میں سے شرط اول کے متعلق ہم سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ یہ ہمارے متعلق انہیں افتراؤں میں سے ایک افترا ہے جو ہمارے مخالفین راستی اور صداقت کو پیٹھ پیچھے پھینک کر ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔ اور جناب مولوی ظفر علیخان صاحب نے بھی انہیں کی تقلید میں ہم پر یہ افترا پردازی کی ہے۔ ہم مولوی صاحب موصوف کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ پیشتر اسکے کہ ہم سے مطالبہ کریں کہ "مرزا غلام احمد کو آپ حضور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم پایہ قرار دینا چھوڑ دیں" یہ ثابت کریں۔ کہ ہم نے ایسا کیا کب ہے؟ ہم تو حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام اور خادم سمجھتے ہیں۔ اور اسکی تصدیق کے لئے اس وقت تک کی ہماری بے شمار تحریریں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ جماعت احمدیہ کے گذشتہ ہی سالانہ جلسہ پر ہمارے موجودہ امام معظم نے اس افترا پردازی کی بڑے زور سے تردید کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ :۔

"پہلی بات میری طرف یہ منسوب کی جاتی ہے۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ ظلیت کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات آگئے ہیں۔ مگر درجہ کے لحاظ سے آپکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کہنا میں کفر سمجھتا ہوں" ذکر الٰہی صہ

پھر آپ نے فرمایا:۔

"ہم اگر آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کامل ظل اور بروز مانتے ہیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی یقین اور عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ آپ کا تعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے خادم اور غلام کا ہے"۔ ذکر الٰہی صلا

یہ دو حوالے ہم نے نمونہ کے طور پر پیش کر دئے ہیں ان سے انصاف پسند اصحاب معلوم کر سکتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کیا درجہ یقین کرتے ہیں۔ پس ایسی کھلی کھلی تحریروں کے موجود ہوتے ہوئے ہماری طرف یہ منسوب کرنا کہ ہم حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہم پایہ قرار دیتے ہیں کتنی بڑی بے انصافی اور صریح ظلم ہے۔ کیا یہی ایک ایسے فرد یگانہ کی شان ہونی چاہیئے جو ناموس شریعت مطہرہ کے لئے اپنے قلم کو جنبش دینے کا مدعی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس مولوی ظفر علی صاحب کو اس شرط کے پیش کرنے سے پہلے یہ تو سوچ لینا چاہیئے تھا۔ کہ میں کن سے یہ منوانے کی التماس کرنے لگا ہوں۔ کیا ان سے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کا سردار مانتے ہیں۔ اور جن کا اعتقاد ہے۔ کہ آپ کی تصدیق کے بغیر کسی نبی کی نبوت ہی ثابت نہیں ہو سکتی خواہ وہ آپ سے پہلے گذرا ہو یا بعد میں آئے۔ یا کیا ان سے جن کا عقیدہ ہے۔ کہ آپ کو وہ فضیلت اور بڑائی حاصل ہے۔ جو کسی نبی کو حاصل نہ ہوئی۔ کہ آپکی غلامی اور پوری اتباع سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ کی قوت قدسیہ کے ذریعہ اور آپ ہی کی کامل اتباع کرنے سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو یہ درجہ حاصل ہوا ہے جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ تو عدل و انصاف کو کام میں لا کر بتلائیے۔ کہ ہم کیونکر حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت صلعم کا ہم پایہ قرار دے سکتے ہیں۔ آپ کی جو مرضی ہو ہمیں کہئے۔ لیکن خدارا ہماری طرف وہ بات نہ منسوب کیجئے۔ جسے ہم کفر سمجھتے ہیں۔ اور جسکی اپنے قول و فعل سے تردید کرتے ہیں۔ کہ یہ شیوہ منصفانہ نہیں بلکہ عوام کو دھوکہ دینا ہے ✦

اس شرط کے متعلق ہم اسی قدر بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ اہل انصاف اور حقیقت شناس اصحاب کے لئے یہی کافی ہے۔ اور باقی شرائط کے متعلق اگلے نمبر میں کچھ عرض کرینگے ✦

طلباء اور پالٹیکس

گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں "طلباء اور پالٹیکس" کے عنوان سے گورنمنٹ پنجاب کا جو سرکلر شایع ہوا ہے۔ اس کے متعلق آنریبل مخدوم سید راجن شاہ صاحب (ملتان) نے گورنمنٹ سے استفسار کیا۔ کہ گورنمنٹ پنجاب کے سرکلر مصدرہ ۳۰ر جولائی ۱۹۱۷ء میں جن مفسدانہ خیالات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیا وہ عام جلسوں میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ بصورت اثبات (الف) گذشتہ پانچ سالوں میں پنجاب میں کب اور کہاں کہاں ایسے جلسے منعقد ہوئے جنمیں طلباء کے خیالات کو جیسا کہ سرکلر میں لکھا گیا ہے۔ بگاڑنے کی کوشش کی گئی (ب) کیا گورنمنٹ ان سپیکروں کے نام بتائیگی جنھوں نے پچھلے پانچ سالوں میں اس صوبہ میں اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ کیا یہ سپیکر ماخوذ کئے گئے۔ اور اس کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور اگر ان کو ماخوذ نہیں کیا گیا تو کس لئے؟ آنریبل مسٹر لسٹن نے اسکے جواب میں جو کچھ کہا۔ اس کا ملخص یہ ہے۔ کہ پنجاب کے متعلق ۱۹۰۷ء کے کوایف ہنوز آنریبل مستفسر کے حافظہ میں تازہ ہونگے۔ لاہور و راولپنڈی اور دیگر مقامات میں عام جلسے منعقد کئے گئے جنمیں طلباء بتعداد کثیر شامل ہوتے رہے۔ لاہور و راولپنڈی میں ان جلسوں کا براہ راست نتیجہ ہنگامہ کی صورت میں نمودار ہوا۔ جسمیں بدقسمتی سے طلباء نے زیادہ حصہ لیا۔ دوسرا استفسار خصوصیت سے پنجاب سے متعلق ہے۔ ۱۹۱۳ء سے اب تک صوبہ ہذا کے عام جلسوں میں تقریروں کا لہجہ و پیرایہ گو وقتاً فوقتاً غیر دوستانہ اور گورنمنٹ کے خلاف ناراضگی و عناد پھیلانے والا تھا۔ تاہم وہ ایسا نہ تھا کہ انفرادی طور پر مقررین کے خلاف تادیبی کارروائی اختیار کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی۔ ہنگامہ اور فساد کی منادی و تحریک قاعدہ کے طور پر عام جلسوں میں نہیں کی جاتی۔ میں اسبات کا تصفیہ آنریبل ممبر پر چھوڑتا ہوں۔ کہ ہنگامہ و فساد کا علانیہ پرچار نہ کیا جانا کہاں تک اس امر کے علم پر مبنی ہے۔ کہ گورنمنٹ ایسی باتوں کی ہرگز متحمل نہ ہوگی۔ مقدمات سازش کے ریکارڈ و کاغذات سے عیاں ہے۔ کہ کس طرح سکولوں کے لڑکوں اور طلباء کو ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء میں مفسد تحریکات اور پرائیویٹ جلسوں کے ذریعہ ان سازشوں میں شرکت کی طرف مائل کیا گیا۔ موجودہ جنگ کے آغاز کے بعد سے پبلک میں ناگوار تعلیمات پھیلانے کی کوشش کی ایسی مثالیں شاذ نہیں۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ بعض مسلمان طلباء کا ملک معظم کے دشمنوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے لاہور سے بھاگ جانے کا کسی قدر باعث وہ تقریریں تھیں جو صوبہ ہذا کے باہر کے دو ایجی ٹیٹروں نے لاہور میں پبلک طور پر کی تھیں۔ تب سے ان ایجی ٹیٹروں میں سے ایک سرحد پر ہمارے خلاف معرکہ آرا ہو چکا ہے۔ اور اب تک مفرور ہے۔ اور دوسرا پنجاب کے سوا ایک اور صوبہ کی گورنمنٹ کے حکم سے نظر بند ہے ✦

قرضہ جنگ کے متعلق سرکاری اعلان

گورنمنٹ پنجاب نے حال میں محکمہ ڈاک کے تمسکات قرضہ کے متعلق ایک اعلان کیا ہے۔ جسکی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ کہ اس صوبہ کے بعض اضلاع سے خبریں موصول ہوئی ہیں کہ بعض ساہوکاران ناواقف اور غریب لوگوں کو جنہوں نے ڈاکخانہ کے تمسک خریدے ہوئے ہیں یہ کہکر کہ ان کا روپیہ ڈاکخانہ سے ملنا محال ہے۔ کم قیمت پر خود خرید رہے ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ کا صاف اعلان موجود ہے۔ کہ جب ضرورت ہو۔ ان تمسکات کا روپیہ ڈاکخانہ اجراء سے یا صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کی منظوری سے کسی دوسرے ڈاکخانہ سے بھی واپس مل سکتا ہے۔ امید ہے کہ اس اعلان سے قرضہ کے تمسک خریدنے والوں کو اطمینان ہو جائیگا۔ اور وہ دھوکہ دینے والے لوگوں کے دام تزویر میں نہ پھنسیں گے۔ گورنمنٹ کو نا روا حرکت کرنے والوں کو عبرتناک سزا دینی چاہیئے تاکہ آئندہ کسی کو ملک میں اس قسم کی تشویش اور بدلی پھیلانے کی جرأت نہ ہو سکے ✦

تبدیلی عقاید کے اظہار کا ایک نیا طریق

ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ جن عقائد کو چاہے اختیار کرے۔ اور جن کو چاہے چھوڑ دے۔ مگر اس سے بڑھ کر ڈھٹائی کیا ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے عقائد کو تبدیل بھی کیا جائے۔ اور پھر یہ بھی کہا جائے۔ کہ ہمارے عقائد تو (الآن کما کان) ہیں۔ حالانکہ ہر انسان ان کے گزشتہ اور موجودہ طرز عمل اور عقائد کو دیکھ کر بنہایت آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ اس قول میں کہاں تک صداقت کا شائبہ ہے۔

ہم پہلے غیر احمدی تھے۔ حضرت مسیح موعود سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں رکھتے تھے۔ مگر جب خدا نے بصیرت بخشی حضور کے دلائل اور نشانات کو دیکھا۔ تو خدا کی دی ہوئی توفیق سے بجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کے کوئی چارہ کار نہ بن پڑا۔ اور حضور کی حلقہ بگوشی کو اپنے لئے فخر سمجھ کر احمدی ہو گئے۔ اب ہمارے لئے یہ کوئی شرم کی بات نہیں۔ کہ ہم کہیں۔ کہ ہمارے بعض عقائد وہ نہیں جو پہلے تھے۔ بلکہ ہم جیسے پہلے تھے۔ اب بھی ہیں۔ اور ہمارے عقائد میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔

اسی طرح جب کوئی شخص اپنی شامت اعمال سے اس ہدایت سے منہ پھیرے۔ اور اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو اس کو بھی نہیں چاہیئے کہ اپنے گزشتہ عقائد پر خاک ڈالتا ہوا۔ دعوے کرے کہ میرے عقائد وہی ہیں جو پہلے تھے لیکن کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جو اس وقت غیر مبائعین کے امیر ہونے کے دعویدار ہیں اس معاملہ میں عجب پیچ و تاب۔ اور خطرناک گرداب میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی اس وقت کی تحریروں سے جب کہ وہ قادیان میں تھے۔ صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ یقین کرتے تھے۔ اور ایسا ہی نبی جیسے کہ اور انبیاء گزر چکے ہیں چنانچہ خواجہ غلام الثقلین صاحب اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کو نبی اور رسول پیش کرتے رہے ہیں اور اس طریق سے پیش کرتے رہے ہیں کہ ان کے لئے اب کوئی گنجائش ایسی تاویل کی نہیں کہ جس سے ان کے موجودہ عقائد کو کچھ بھی سہارا مل سکے۔ مگر اس وقت جبکہ انھیں اسی زمرہ میں جذب ہونے کے لئے پہلے عقائد کو ترک کرنا پڑا ہے۔ ضروری سمجھتے ہیں کہ سیدھے طریق سے انکار نہ کریں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے۔ یہی کہیں کہ میرے تو وہی عقائد ہیں۔ جو پیشتر تھے۔ اس میں انھوں نے غالباً یہ فائدہ بھی سمجھ رکھا ہے کہ وہ لوگ جو احمدی ہیں اور اپنے حسن ظن کی وجہ سے تاحال ان کے ساتھ شامل ہیں ان سے بدظن ہو کر حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہو جائیں۔

مولوی صاحب موصوف تحریر سے تقریر سے غرض جس طرح بھی ان سے بن پڑتا ہے۔ اسی کوشش میں شب و روز لگے ہوئے ہیں۔ کہ غیر احمدی ان کو اپنے ہم عقیدہ تسلیم کر لیں۔ ان کی یہ کوشش تو تین سال سے جاری تھی۔ مگر اب اُنھوں نے ایک نیا طریق اختیار کیا ہے۔ جو ان کے خیال میں اپنے متعلق صفائی کی شہادت کے لئے زیادہ موثر ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح بعض ناکام مرثیہ خواں اپنی مرثیہ خوانی کو چمکانے کے لئے کچھ ببورئیے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے ہیں اسی طرح جناب مولوی صاحب بھی اپنے ساتھ ببورئیے ملا کر اثر اندازی کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ آج کل آپ جہاں تقریر کرنے کے لئے تشریف لیجاتے ہیں۔ وہاں ماسٹر صدر الدین صاحب کی خدمات سے مستفید ہونے کے لئے انھیں ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور جب آپ تقریر فرما چکتے ہیں۔ اور اپنی طرف سے جس قدر بھی اپنے موجودہ عقائد کی ترویج اور گذشتہ کی تردید کا جوش ہوتا ہے۔ وہ صرف کر چکتے ہیں۔ تو ماسٹر صدر الدین کھڑے ہو کر مولوی صاحب سے یوں مخاطب ہوتے ہیں۔ کہ جناب مولوی صاحب کیا آپ پہلے مرزا صاحب کو نبی سمجھتے تھے۔ جناب مولوی صاحب بظاہر اس سوال پر چونک کر فرماتے ہیں کہ یہ سوال عجیب ہے۔ میں نے کب مرزا صاحب کو نبی مانا ہے۔ اگر اعتبار نہیں تو قسم لے لیجئے۔ پھر خود ہی کلمہ شہادت پڑھ کر یوں گویا ہوتے ہیں۔ کہ میں مرزا صاحب کو ہمیشہ مجدد ہی سمجھا کیا۔ اور میرے نزدیک مدعی نبوت بعد آنحضرت کذاب ہے۔ لعین ہے۔ کافر ہے۔ اس کی تصدیق پشاور اور بھیرہ کے وہ لوگ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے مولوی صاحب موصوف کے حال کے لیکچر سنے ہیں۔

ہم کہتے ہیں۔ مولوی صاحب کو اس طریق کے اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور وہ کیوں جھوٹ کو کام فرماتے ہیں۔ کیوں صاف صاف نہیں کہدیتے۔ کہ جس طرح ہم نے چھ سال تک خلیفہ ماننے میں غلطی کی تھی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو ان کی زندگی میں نبی ماننے میں بھی غلطی پر تھے۔ اور جس طرح ہم نے خلافت کے بارہ میں غلطی سے آگاہ ہو کر۔ اس کے خلاف زور لگا دیا۔ اسی طرح ہمیں اس وقت نبوت کے بارہ میں صحیح علم حاصل ہو گیا ہے۔ لہذا اب ہم اس سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم نے جو کچھ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں لکھا وہ جھوٹ اور غلط تھا۔ لیکن اب جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح اور درست ہے۔ اگر مولوی صاحب یہ کہیں تو یقین مانیں کہ کسی کو ان سے گلہ نہ ہوگا۔ لیکن ریویو کے مجلدات کے دنیا پر موجود ہوتے ہوئے۔ تو یہ بے پرکی نہ اڑائیں کہ ہم نے تو مرزا صاحب کو کبھی بھی نبی تسلیم نہیں کیا۔ کیا یہ الفاظ آپ کی قلم سے نہیں نکلے ہوئے کہ:-

"نبی آخر الزماں کا نام رجل من ابناء فارس بھی ہے" (جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۹۵)

"آیہ کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں آخرین کہا گیا ہے" جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۹۶۔

"اس نبی آخر زماں کے دعوے کی تصدیق کے سمجھنے کے لئے اندرونی شہادت پر غور کریں" جلد ۲ نمبر ۳ صفحہ ۹۹

اگر یہ الفاظ آپ ہی کی قلم سے نکلے ہیں تو یہ ناممکن ہے کہ ان الفاظ کا سوائے اس کے اور کوئی مطلب ہو کہ آپ حضرت مرزا صاحب کو نبی سمجھتے رہے ہیں۔ پس ہم کہہ چکے ہیں اب اس عقیدے سے انکار کر دیں تو خیر مگر ان الفاظ کے ہوتے ہوئے آپ کا یہ اعلان کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ میں نے مرزا صاحب کو کبھی نبی نہیں مانا۔"

غیر مبائعین کی احمدیت سے بیزاری

بتاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۷ء شملے میں غیر مبائعین نے اپنا جلسہ کیا۔ جس میں انھوں نے لاہور سے مولوی صدرالدین و ڈاکٹر یعقوب بیگ اور عبدالحق صاحبان کو لیکچروں کے لئے بلایا تھا۔ چونکہ ان کا مقصد احمدیت کی تبلیغ نہ تھی۔ اس لئے غیر احمدیوں کے سامنے بھی دست سوال دراز کرکے اخراجات جلسہ کا انتظام کرلیا گیا تھا۔ اگرچہ حسب الحکم حضرت خلیفہ اول مولوی نورالدین اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کا یہ فعل ایک ناپسندیدہ امر ہے۔ لیکن میں شملہ کے غیر مبائعین کی اس ہمت کا قائل ہوں کہ باوجود چند افراد ہونے کے۔ انھوں نے ہمارے مقابل ایک دن تو جلسہ کرہی لیا ہے۔ غیر احمدیوں سے چندہ مانگ کر لانا بھی۔ ایک بڑی قربانی چاہتا ہے۔ جو کسی ذاتی دنیوی مفاد کی قربانی نہیں۔ بلکہ غیرت ایمانی کی قربانی ہے۔ جو میرے خیال میں پیغامیوں کا ہی کام ہے۔ ورنہ ایک غیرتمند احمدی کہاں ان لوگوں کے سامنے دست سوال اس طرح دراز کرسکتا ہے جو خدا کے پیارے مسیح کو جھوٹا جانتے ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً اس کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں ہم تو ایسے لوگوں کے سامنے احمدیہ مشن کے لئے دست سوال دراز کرنا ایمان سوز گناہ سمجھتے ہیں۔ جس کا مرتکب کبھی ایک سچا احمدی نہیں ہوسکتا۔ لیکن جو لوگ احمدی کہلانے سے علی الاعلان بیزاری ظاہر کریں ان کے لئے یہ فعل کوئی بُرائی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ایک رنگ میں تو غیر احمدیوں پر ان کا حق بھی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ غیر احمدی توقع رکھتے ہیں۔ کہ جلدی یا بدیر یہ لوگ ان میں کھلے طور پر داخل ہوجائیں گے۔ اور ان کی توقع بلاوجہ نہیں بلکہ معقول وجہ پر مبنی ہے جیسا کہ واقعات اس کے مصدق ہیں۔

غیر مبائعین کی محمدی یا احمدی کہلانے سے بیزاری

مولوی صدرالدین صاحب سے میں نے ان کے مکان پر بلا تکلف باتیں کیں۔ کیونکہ وہ میری پرانے واقف ہیں۔ اس گفتگو میں مولوی صاحب نے صاف فرمایا کہ ہمیں تو محمدی یا احمدی کہلانے سے سخت نفرت ہے۔ آپ کے ایسا فرمانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ دو غیر احمدی میرے ساتھ یہ گفتگو کررہے تھے۔ کہ تم ہمیں غیر احمدی نہ کہا کرو۔ ہمیں بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جس کا جواب میں نے یہ دیا کہ مہدی و مسیح موعود کا اسم مبارک احمد ہے۔ اور ہم چونکہ جماعت احمدیہ میں یہ کہہ کر داخل ہوئے ہیں کہ:-

"میں احمد کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں" اس لئے ہم احمدی کہلاتے ہیں۔ لیکن تم لوگ چونکہ حضرت احمد موعود کے منکر ہو۔ اس لئے ہم تمھیں غیر احمدی کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہمارا احمدی کہلانا بوجہ آنحضرت صلعم کا نام احمد ماننے کے ہوتا تو بیشک ہم تمھیں غیر احمدی نہ کہتے۔ اور نہ یہ ہمارا حق ہوتا۔ لیکن چونکہ ہمارا احمدی ہونا بسبب مسیح موعود کا نام احمد ہونے کے ہے۔ اس لئے ہم ہی احمدی ہیں۔ اور ہمارا حق ہے کہ ہم تمھیں غیر احمدی کہیں۔ جیسے کہ تم تمام اہل کتاب کو غیر مسلم جانتے ہو۔ اور کہتے ہو۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب کہ اسلام آدمؑ سے شروع ہوا۔ اور ہر نبی کا یہی مذہب تھا۔ تو آج ان نبیوں کے ماننے والوں کو غیر مسلم کہتے ہو کیا ان کا دل اس سے نہیں دکھتا۔ عیسائی تو آج تک یہی کہہ رہے ہیں کہ مسلمان دراصل مسلمان نہیں۔ بلکہ "محمدی" ہیں۔ سچے مسلمان ہم ہیں۔ لیکن کیا آپ ان کو مسلمان کہتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ وہاں تو آپ محمدی کہلانے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ اور اخباروں میں لکھا جاتا ہے کہ ہم کو محمدی کہنا ہماری ہتک کرنا ہے۔ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے۔ لیکن یہ کیا تعجب کی بات ہے کہ آج جب ہم احمدی کہلاتے ہیں۔ تو آپ کو غیر احمدی کہلانا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ "محمد" تو آنحضرت کا خاص نام تھا۔ اور آپ نے محمدی کہلانا ہتک سمجھا۔ اور "احمد" جو آنحضرت کا ایک صفتی نام ہے اور مسیح موعود کا خاص نام تو جھٹ آپ غیر احمدی کہلانے کو بُرا سمجھنے لگے۔ میں یہ جواب دے ہی رہا تھا کہ مولوی صدرالدین صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ محمدی کہلانا ناپسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے اس نام سے بڑھ کر اور کیا پیارا ہوسکتا ہے۔ اس سے میری نسبت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کی طرف ہوتی ہے۔ تو سچی بات ہے۔ پس مجھے تو اس میں ایک خوشی ہے۔ اور میں فخر سے کہتا ہوں کہ میں محمدی بھی ہوں۔ اور احمدی بھی۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ

"ہمیں تو محمدی یا احمدی کہلانے سے سخت نفرت ہے"

میں حیران ہوں کہ مسلمان کہلانے سے یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم محمدی یا احمدی نہ کہلائیں۔ خدا جانے یہ لوگ کیوں ان ناموں سے بیزار ہیں۔ حالانکہ یہ لاالٰہ الااللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بڑے فخر سے پڑھتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ خداتعالےٰ نے بھی مسیح موعود کو فرمایا ہے کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

مباحثہ لدھیانہ کے موقع پر مولوی ثناءاللہ نے مجھ کو پوچھا تھا۔ کہ تم محمدی ہو یا احمدی۔ جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ اگر میں صرف یہ جواب دوں کہ احمدی ہوں تو وہ اعتراض کرے کہ اچھا آپ محمدی نہیں۔ میں نے اسے کہا تھا۔ کہ میں تو محمد و احمد دونوں کو ماننے والا ہوں اس لئے محمدی بھی ہوں اور احمدی بھی۔ یہ سنکر مولوی صاحب خاموش رہ گئے۔ مگر تعجب ہے کہ ایک احمدی کہلانے والا مولوی احمدی اور محمدی کہلانے سے بیزاری ظاہر کرتا ہے۔

جلسہ میں احمدی کہلانے سے بیزاری

مذکورہ بالا گفتگو تو ایک رنگ میں پرائیوٹ تھی۔ اور میں اس کا ذکر بھی نہ کرتا لیکن مولوی صاحب مذکور نے جلسہ میں غیر احمدیوں کے سامنے بڑے زور سے کہا کہ محمدی یا احمدی کہلانا یہ سب فضول ہے۔ میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسلم کہلائیں۔ وہیں مولوی صاحب کے ان الفاظ سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ مسیح موعود کو کیا سمجھتے ہیں۔ اور احمدیت کے وہ کیسے مبلغ ہیں۔ ولایت میں تو ان کے نزدیک احمدیت کا نام لینا سم قاتل تھا مگر وہ اب ہندوستان میں بھی سم قاتل سے بڑھ کر ہوگیا ہے۔

اور اس کو سرے سے مٹانے کی فکر احمدیہ اشاعت اسلام کے مبلغ کو پڑ گئی ہے۔ اور پیغامی خوش ہیں کہ ہمارے مبلغ نے بے نظیر نکتہ معرفت بیان کیا ہے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ سلسلہ احمدیہ کا بانی احمد ہے۔ ظلی طور پر تو مسیح موعود کو احمد پیغامی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسی احمد کے نام پر بیعت کر کے وہ داخل سلسلہ ہوئے تھے۔ اور اب ان کا امیر خود بھی ان الفاظ میں غیر احمدیوں سے بیعت لیتا ہے۔ کہ آج میں محمد علی کے ہاتھ پر احمد کی بیعت میں داخل ہو کر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ اور گورنمنٹ بھی اس سلسلہ کو اسی نام سے جانتی ہے۔ اور رپورٹ مردم شماری میں اسی نام کے ساتھ ہمارا ذکر موجود ہے اور یہ بھی حضرت مسیح موعود کی تحریر سے ہی فیصلہ ہوا تھا۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا لٹریچر بھی احمدیہ لٹریچر کے نام سے ہی مشہور عام ہے۔ اور حضرت صاحب نے تو یہ بھی لکھا ہے۔ احمدی سلسلہ ہی عنقریب اسلام کا قائم مقام ہوگا یعنی یہی لوگ مسلمان سمجھے جائیں گے۔ اور دوسرے لوگ آہستہ آہستہ یہود کی طرح مٹ جائیں گے۔ پھر نہیں معلوم یہ مدعی احمدیت کیوں احمدیت ہی کے مٹانے کی فکر میں ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ وہ مٹ جائیں گے۔ اور ان کے معاون بھی بیٹھینگے۔ اور احمدیوں کا قدم مینار بلند پر ہی پڑیگا۔ جیسا کہ وعدہ الٰہی ہے۔

نبوت احمد کا انکار

احمدیت کو مٹانے کے لئے مولوی صاحب نے اپنے لیکچر میں رسم عیسیٰ کی طرح نبوت احمد کا بھی صاف انکار کر دیا آپ کا تمام زور صرف اس بات پر تھا۔ کہ قرآن کامل کتاب ہے۔ اور رسول اللہ خاتم النبیین۔ لہذا اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ کیونکہ اگر کوئی نبی آویگا۔ تو آنحضرت کا کامل نبی ہونا ثابت نہ ہوگا۔ اور نہ قرآن کا کامل کتاب ہونا۔

چونکہ یہ دلیل ایک لچر دلیل ہے۔ اور احمدی اس کی لغویت سے واقف ہیں۔ اس لئے میں اس کا تو کوئی جواب دینا نہیں چاہتا۔ صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ لوگ کہاں تک گر چکے ہیں۔ دعویٰ تو مبلغ اسلام ہونے کا ہے۔ اور قرآن سے بے خبری کا یہ عالم ہے کہ آپ کے نزدیک جس نبی کے بعد دوسرا نبی آ جاوے۔ تو پہلا نبی ناقص ہو جاتا ہے اور اس کی تعلیم کامل ثابت نہیں ہوتی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اور ان کے ہم خیالوں کے نزدیک موسیٰؑ کی توریت بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے کافی نہ تھی۔ کیونکہ ادھر حضرت موسیٰ فوت ہوئے۔ اُدھر خدا نے یوشعؑ بن نون کو منصب نبوت دیدیا۔ تاکہ وہ توریت کی تکمیل کریں۔ بلکہ جیسا کہ نبی کریم نے فرمایا ہے

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي

شاید اس کے مطابق غیر مبائعین کا یہی مذہب ہوگا کہ توریت ایسی ناقص کتاب تھی کہ الامان الامان۔ ادھر ایک نبی مرتا۔ اُدھر دوسرا کھڑا کر دیا جاتا۔ تاکہ اس میں جو کمی ہو وہ پوری کر دے۔ نہیں۔ بلکہ موسیٰ کی زندگی میں ہی ہارون کے نبی ہونے سے تو شاید یہی نتیجہ نکالا جاتا ہوگا کہ وہ توریت کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں توریت کو کامل کتاب اور مفصل قرار دینا اور یہ کہنا کہ اسرائیلی نبی تورات کے ساتھ ہی فیصلے کیا کرتے تھے۔ نعوذ باللہ سب جھوٹ ہے۔

کاش یہ نادان دوست جانتے۔ کہ نبوت کی غرض وغایت کیا ہوتی ہے تا ایسا فضول اعتراض منہ سے نہ نکالتے۔

کامل نبی اور کامل کتاب کے بعد امتی نبی

ہم یہ نہیں کہتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ تھے۔ یا ان میں کوئی نقص تھا نہیں وہ خاتم النبیین ہیں۔ اور تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور آپ کے کمالات میں کوئی کمی نہیں اسی طرح قرآن شریف بھی خاتم الکتب ہے۔ اور انسانی ہدایت کے لئے وہ کامل و اکمل کتاب ہے۔ اور اس میں بھی کسی قسم کی کمی نہیں۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ اب تا قیامت کوئی ایسا نبی آنے والا نہیں۔ جو کمالات نبوت کی تکمیل کرنے والا ہو یا خدا کی کتاب میں کوئی ہدایت کم و بیش کرنے والا ہو لیکن ہم حسب وعدہ نبوی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ اس کامل نبی اور کامل کتاب کے ذریعہ کمال پانیوالا۔ ایک نبی اللہ دنیا میں ظاہر ہوا۔ جو مسیح موعود ہے۔ اور چونکہ اس کا کمال خاتم النبیین کی اتباع سے ہے۔ اس لئے وہ اُمتی نبی ہے۔ ورنہ اس کی نبوت درحقیقت خاتم النبیین ہی کی نبوت ہے۔ جس طرح چاند کی روشنی سورج ہی کی روشنی ہے۔ پس یاد رکھو کہ جو اس نبوت کی ہتک کرتا ہے۔ وہ دراصل خاتم النبیین محمد صلعم کی نبوت کی ہتک کرتا ہے۔

خاتم النبیین کا کمال اور مسیح موعود کی نبوت

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو ایسا نبی نہیں مانتے جو نبوت اور شریعت محمدیہ کی تکمیل کرنے والا ہو۔ بلکہ ہم اسے نبوت اور شریعت محمدیہ سے کامل شدہ نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ خاتم النبیین کا وہ کمال ہے۔ جو کسی دوسرے نبی میں نہیں پایا گیا۔ لیکن اگر یہ سچ نہیں تو پھر خاتم النبیین کا منصب صرف برائے نام ہی ہوگا۔ جسمیں کوئی امتیاز اور خصوصیت موجود نہ ہوگی۔ کیونکہ کسی کا محض سب کے آخر ہونا کوئی ذاتی خوبی نہیں کہلا سکتی۔

ہم میں اور ہمارے مخالفوں میں ایک نمایاں فرق

ہم میں اور ہماری مخالفوں میں یہی فرق ہے کہ ہم حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو نہ صرف کامل نبی مانتے ہیں۔ بلکہ مکمل بھی۔ یعنی خود کامل۔ اور دوسروں کو کامل کرنے والا۔ اور ہمارے مخالف آنحضرت کو کامل تو کہتے ہیں۔ ان کے کمال کو ایسی کی ذات تک محدود سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرح۔ کسی دوسرے کو کامل نہیں کر سکتے۔ گویا بقول ہمارے مخالفین آنحضرت وہ سراج منیر ہیں کہ جن سے کوئی دوسرا سراج منیر نہیں بن سکتا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ وہ خود بھی سراج منیر ہیں۔ اور ان کی روشنی میں وہ قوت ہے کہ اس کا عکس دوسرے کو بھی سراج منیر بنا دیتا ہے۔

مذکورہ بالا فرق کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مخالف درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی مخالفین کو منکر ختم نبوت قرار دیا تھا۔

اسمہٗ احمد کی پیشگوئی

مولوی صدرالدین صاحب نے اپنے لیکچر میں بخیال خویش بعض معارف قرآنی بھی بیان کئے۔ لیکن سچ یہ ہے کہ حق کی مخالفت نے انھیں اس قابل چھوڑا ہی نہیں۔ جیسا کہ میں بھی ان کے الفاظ سے دکھاؤنگا۔ مولوی صاحب نے گھر پر بھی۔ اور لیکچر میں بھی حضرت مسیح موعود کے آیت " مبشرًا برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد " کا مصداق نہ ہونے پر بڑا زور دیا۔ آپ کے دلائل کا خلاصہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کا نام غلام احمد ہے نہ کہ احمد۔ دوسرے احمد کے معنی ہیں کہ سب سے بڑھ کر حمد کرنے والا۔ اور یہ صفت بجز رسول اکرم صلعم اور کسی میں پائی نہیں جاتی۔ تیسرے یہ کہ قرآن شریف میں آنحضرت کی شان میں آتا ہے۔ کہ " یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل " لیکن یہاں یہ نہیں بیان کیا کہ انجیل میں کیا لکھا ہے۔ سو دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی۔ کہ " مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد " اور بتایا کہ یہ اعجاز ہے۔ اور قرآن کا کمال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ دیکھو توراۃ میں پیشگوئی تھی کہ فاران سے وہ نبی ظاہر ہوگا۔ پھر انجیل میں پیشگوئی تھی کہ وہ کونے کا پتھر ہے۔ جس پر وہ گرے گا اسے چور چور کر دیگا۔ اور جو اس پر گرے گا چور چور ہو جائیگا۔ اب دیکھو کہ جب یہ دو پیشگوئیاں خاص آنحضرت صلعم کی ذات مبارک میں پوری ہو گئیں تو کیا وجہ ہے کہ انجیل کی تیسری پیشگوئی جس کی تفصیل اسمہ احمد میں بیان کی گئی ہے۔ آپ پر پوری نہ سمجھی جاوے۔ یہ فرما کر اپنی فراخدلی کا ثبوت دینے لگے اور اپنی دلائل کا وزن دار ہونا منوانے کے لئے فرمایا۔ میں سب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ان دلائل کو غلط ثابت کر دیں اور بجائے رسول اللہ صلعم کے مرزا صاحب کا اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق ہونا ثابت کر دیں۔ ہم اندھے مقلد نہیں جو یونہی کسی بات کو مانا کرتے ہیں۔ ہم دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ اور دلائل سے اگر کوئی تردید کر دے تو ہم ماننے کو تیار ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا یہی مذہب ہے اور جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ غلط ہے۔

یہ تو خلاصہ ہے۔ مولوی صاحب کی تقریر کا لیکن ناظرین حیران ہونگے کہ جب مولوی صاحب کچھ میں نے لکھ کر رقعہ دیا۔ اور حضرت صاحب کا دعوٰی پیش کیا تو مولوی صاحب بجائے جواب دینے کے۔ خدا کے خالق اور علیم ہونے کے دلائل بیان کرنے لگ گئے جو بالکل مضمون سے باہر تھا۔ اور جب حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مولوی صاحب وہ اسمہٗ احمد والی بات بیان کریں۔ تو مولوی صاحب فرمانے لگے کہ دیکھو میں تو احمد کا ہی راگ گا رہا ہوں۔ یہ جو قرآن میں خدا کا خالق اور سمیع و بصیر و علیم ہونا بیان کیا گیا ہے یہی تو رسول اللہ صلعم کے احمد ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی خدا کی حمد اور کیا کرے گا۔ گویا مولوی صاحب کے نزدیک قرآن شریف خدا کی حمد کی کتاب ہے۔ جس کے مصنف رسول اللہ صلعم ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ شاید مولوی صاحب کا وہی مذہب ہو جو سرسید کا تھا۔ کہ

زجبریل امیں قرآں بپیغامے نمیخواہم
ہمہ گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

عقلمند تو اسی وقت تاڑ گئے کہ یہ راگ بھی کسی وجہ سے ہی ہے۔ ورنہ کوئی باعث نہیں کہ ایک سیدھے سادے سوال کا جواب دینے کی بجائے ایک بے محل راگ شروع کر دیا جائے۔

چونکہ مولوی صاحب نے تحدی سے یہ کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے آیت اسمہ احمد کا مصداق ہونے کا دعوٰی نہیں کیا۔ اس لئے میں نے جلسہ کے مناسب حال صرف یہ لکھ دیا کہ

(۱) احمد آخر زماں نامِ من است
آخری جامے ہمہ جام من است

(۲) " اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ..... آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا " (ازالہ اوہام)

(۳) پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

(۴) " واشار عیسیٰ بقولہ اخرجوا شطاہ ای آخرین منھم واماھم المسیح بل ذکرہ اسمہ احمد بالتصریح "

میں نے ایک کاغذ پر اوپر کے چار ثبوت منقولی لکھ کر مولوی صاحب کو بھیجدیئے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ شائد یوں توجہ نہ ہو۔ خود جا کر کہا کہ مولوی صاحب آپ بڑے فراخدل۔ اور عالی حوصلہ ہونے کا اظہار تو فرماتے ہیں۔ لیکن اب دیکھیے کہ میرے ثبوتوں کا جواب دینے کا آپ حوصلہ بھی کرتے ہیں یا نہیں۔

باوجود اس تاکید کے میں حیران ہوا جب کہ مولوی صاحب سرے سے ہی اس ذکر کو چھوڑ بیٹھے۔ اور خدا کے خالق ہونے کے دلائل شروع کر دیئے۔ میں نے مولوی صاحب کو پھر متوجہ کیا اور کہا کہ " بل ذکرہ اسمہ احمد بالتصریح " کی شرح تو ضرور کر دیں۔ لیکن جواب ندارد پھر ایک غیر احمدی نے بلند آواز سے کہا کہ اسمہ احمد کے متعلق آپ بیان کریں " تو بھی توجہ نہ ہوئی۔ صرف یہ کہہ کر ٹالدیا کہ صاحب ہم تو احمد ہی کا راگ گا رہے ہیں۔ وبس۔

اس کے بعد مولوی صاحب سے گھر پر میں نے مل کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے جواب نہ دیا۔ تو فرمایا کہ میں نے جواب دیدیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو سنا نہیں۔ یا شاید سمجھ نہ سکا۔ اس لئے بتائیے کیا جواب ہے۔ فرمایا کہ حضرت صاحب کا نام مریم بھی تو ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ باوجود نام مریم کے مرزا صاحب مریم نہیں۔ اسی طرح مرزا صاحب احمد بھی نہیں۔ میں نے کہا یہ تو آپ کا خیال ہے۔ کہ مرزا صاحب مریم نہیں خدا تو آپ کو مریم کہتا ہے۔ لیکن اس مریم سے وہ عورت مریم مراد نہیں ہے۔ اگر آپ کا یہی جواب ہے تو خیر۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جواب نہیں دے سکتے۔ مولوی صاحب نے پھر کہا کہ جس طرح عیسیٰ و مریم آپ کے صفاتی نام ہیں۔ اسی طرح احمد بھی آپ کا صفاتی نام ہے۔ میں نے کہا پہلے آپ احمد کو کسی دوسرے کا نام ثابت کریں۔ تب میں اسے صفاتی نام مان لونگا۔ ورنہ حضرت صاحب تو کہتے ہیں کہ عیسیٰ نے آخرین منھم کی جماعت کے امام مسیح کا نام کھول کر احمد بیان کیا ہے۔ آپ کس طرح اسے محمد صلعم پر لگا

سکتے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا کہ پھر باقی کی پیشگوئیاں بھی مرزا صاحب پر لگا کر دکھاؤ۔ ثابت کرو کہ وہ فاران سے نکلے اور کوہ سے کے پتھر ہے۔ یا تو سب کو ایک پر لگاؤ۔ یا کسی ایک کو بھی آپ پر نہ لگاؤ۔ میں نے کہا یہ تو وہ کرے۔ جو بے خبر ہو پیشگوئیاں دو الگ الگ ہیں۔ ایک محمد کی۔ اور ایک احمد کی۔ پھر جو پیشگوئی جس کے متعلق ہے۔ اس پر وہ لگائی جائیگی مولوی صاحب نے کہا کہ احمد کے معنی ہیں بہت ہی حمد کرنیوالا اور رسول اللہ صلعم سے بڑھ کر کس نے خدا کی حمد کی کہ ہم اسے اس کا مصداق مان لیں۔ میں نے کہا کہ یہ تو پھر احمد صفت پر بحث ہو گی۔ نہ کہ احمد نام کی پیشگوئی پر۔ ہم صفت کے لحاظ سے تو کسی کو بھی رسول اللہ صلعم سے بڑھکر حمد کرنے والا نہیں مانتے۔ لیکن ہماری گفتگو کا موضوع یہ نہیں ہے۔

اس وقت تو بات دوسروں کے دخل دینے کے باعث یہیں ٹل گئی۔ اور مولوی صاحب بھی۔ اور طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن چونکہ اس مسئلہ پر مولوی صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ اس بتے میں وہ الگ اختصاراً تحریر کرونگا۔ (عمر دین۔ از شملہ)

نور کے ناظرین کو نہایت ضروری اطلاع

اخبار نور لاہور میں چھپتا ہے۔ مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور نے ۳۔ نومبر کے پرچہ کی بلٹی بذریعہ سواری گاڑی روانہ کی۔ مگر محکمہ ریل کی غفلت کی وجہ سے آج ۱۱۔ نومبر تک بھی بلٹی بٹالہ میں نہیں پہنچی۔ حالانکہ لاہور سے بٹالہ تقریباً تین گھنٹے کا راستہ ہے محکمہ ریل سے نہایت سرگرمی سے خط و کتابت ہو رہی ہے امید ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد پتہ مل جائیگا۔ جس وقت اخبار کی بلٹی پہنچ گئی فی الفور ناظرین کرام کے پاس اخبار پہنچ جائیگا۔ دوست خاطر جمع فرما دیں۔ ایسے حادثات انسانی طاقت سے باہر ہوتے ہیں۔ ۱۰۔ نومبر کا پرچہ چھپ رہا ہے۔ امید کہ انشاء اللہ تعالےٰ یہ پرچہ عین وقت پر پہنچ جائیگا۔

خاکسار محمد یوسف ایڈیٹر اخبار نور قادیان

ہندو مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد

یہ تحریک مدت سے اخباروں میں ہوتی رہی ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں شیر و شکر ہو کر رہنا چاہیئے۔ ملک کے بڑے بڑے خیر خواہوں اور دونوں قوموں کے سر برآوردہ لیڈروں نے بارہا اس پر بہت کچھ زور دیا۔ مگر جہاں تک یاد پڑتا ہے۔ کبھی اس تحریک کو جیسی چاہیئے۔ پائدار و قابل اعتماد کامیابی نہیں ہوئی۔ بات تو فی نفسہٖ بہت اچھی ہے کہ جن ہمسایہ قوموں کا باہم چولی دامن کا ساتھ مشہور چلا آتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک اور بھائی بھائیوں کی طرح سلوک سے رہیں۔ کون بد باطن ایسا ہوگا۔ جو اپنے وطن میں یگانگت۔ اور ہمدردی کے تعلقات کو برا سمجھے۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جن لوگوں کی طرف سے آئے دن ہر قسم کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ وہ بین الاقوامی حالات و معاملات کی اونچ نیچ کو نہیں سمجھتے۔ یا سمجھتے ہیں۔ مگر جب میدان عمل میں قدم رکھنے کا وقت آتا ہے۔ تو پیچھے ہٹ جاتے۔ اور دوسروں کو لڑا کر تماشا دیکھنے میں ہی اپنی لیڈری کی خیر سمجھتے ہیں۔ گو بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہو۔ لیکن اصل وجہ حقیقی اتحاد نہ ہو سکنے کی ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے۔ پھر آخر سبب کیا ہے۔ جو ایسی نیک تحریک کی بیل منڈھے نہیں چڑھتی اور اس کے حامی کاروں کی ساری کوششیں برسوں سے یونہی رائگاں جا رہی ہیں۔؟

جہانتک ہمیں معلوم ہے۔ اس تحریک کے متعلق شروع سے ہی ایک اصولی غلطی ہوتی چلی آتی ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ جب تک اس غلطی کی اصلاح نہ ہو۔ اس بارہ میں کبھی کماحقہٗ کامیابی نہیں ہو سکتی۔ وہ غلطی یہ ہے کہ دونوں قوموں کے لیڈر حقیقی اتحاد کے بنیادی اور مستقل اسباب پر کبھی غور نہیں کرتے۔ جب کبھی اس بامی کڑھی میں ابال آتا ہے۔ وہ یا تو تمدنی مشکلات سے تنگ آکر یا حکومت وقت کے مقابلہ میں سیاسی نشیب و فراز کو مد نظر رکھ کر۔ یا اسی قسم کی بعض دیگر وجوہ سے۔ جن کی بنا پر ان قوموں کی مصنوعی یکجہتی چنداں دیرپا اور بارآور نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ سالہا سال کی کوششوں کے باوجود اب تک یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگر ایک جگہ بعض اشخاص کی خانہ ساز تدابیر اتحاد کے ماتحت ہندو تعزیوں کی سبیلیں لگانے میں حصہ لیتے ہیں۔ اور شاید کہیں کہیں ماتم حسین کی سینہ کوبی میں بھی نام نہاد محبان حسین کا ہاتھ بٹاتے ہوں تو دوسرے کئی شہروں میں عید الضحٰی کے موقع پر خاصی امن شکن سر پھٹول۔ اور خون خرابے بھی ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اول تو ضرورت اتحاد عموماً اسی طبقہ کے کانوں تک پہنچائی جاتی ہے۔ جو بلا اس تحریک کے بھی ایک حد تک امن شکنی اور فساد باہمی کے نقصانات کو سمجھنے والا ہے۔ دوسرے اس تحریک کی ہر تجدید کے وقت زیادہ تر زور ان دنیاوی اغراض پر دیا جاتا ہے۔ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ کہ وہ کبھی مستقل اور پائدار یکجہتی کا موجب نہیں ہو سکیں۔ برخلاف اس کے اگر عوام کے خیالات کی اصلاح اور جذبات کی تعدیل کیجائے اور مذہبی رنگ میں اتحاد نہیں۔ بلکہ امن پسندی اور رواداری کے خیالات پیدا کرکے ان کے فوائد و برکات لوگوں کو خوب کھول کھول کر سمجھائے جائیں۔ تو یقین ہے کہ انشاء اللہ موجودہ حالت سے بدرجہا بڑھ کر طمانیت بخش نتائج حاصل ہوں۔

خدا کے برگزیدہ مسیح موعود نے آج سے کئی سال پہلے ایک نہایت مبارک اور نفع بخش سکیم پیش کی تھی۔ جس پر کاربند ہونے سے اس روز روز کے فتنہ و فساد کا بڑی حد تک سدباب ہو سکتا تھا۔ اور اب بھی اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو نہایت تسلی بخش نتائج مترتب ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ابنائے زمان کا ہمیشہ سے یہی دستور چلا آیا ہے کہ خدا کے ماموروں اور مرسلوں کی باتیں سن کر بڑی بے اعتنائی سے ٹال دیا کرتے ہیں۔ اور مآل کار اس طرز عمل کا یہ ہوتا ہے کہ زمانہ کا تازیانہ بار بار انھیں ان کی ناقدری و کفران نعمت کا خمیازہ بھگتوا کر یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ تمھاری

من گھڑت باتیں بے سود ہیں۔ اور اصل چارہ کار وہی ہے۔ جو ایک فرستادہ حق تمھیں بتلا چکا ہے۔

اتحاد اتحاد کی۔ جو چیخ پکار مچائی جاتی ہے۔ اس کے محرک یا حامی کار کبھی اس پر بھی غور کرتے ہیں۔ کہ ایک گائے کا پوجنے والا۔ اور دوسرا اسے ذبح کر کے کھا جانے والا۔ ایک ۳۳ کروڑ معبودوں کا بندہ۔ اور دوسرا خدائے واحد کا پرستار۔ ایک چھوت چھات کا پابند۔ اور دوسرا ان قیود سے آزاد۔ ایک ہزار دں انبیاء کا منکر۔ اور دوسرا ان سب پر ایمان رکھنے والا اس قماش کے مختلف بلکہ متضاد حالات میں ہندو اور مسلمانوں کا حقیقی اتحاد۔ یعنی شیر و شکر کی طرح مل کر سچ مچ ایک ہو جانا۔ ممکن العمل کیونکر ہو سکتا ہے؟

پس کیوں نہ اس بات پر زور دیا جائے کہ ہندو اور مسلمان اور نہ صرف یہ دونوں قومیں بلکہ جملہ اقوام ملکی اپنے اپنے امور دینی میں شوق سے راسخ الاعتقاد اور مستعد العمل رہیں۔ مگر دوسروں کی دل آزاری۔ یا ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت اور خلل اندازی و فتنہ پردازی کو حرام مطلق سمجھیں۔ اس کے ساتھ ہی تمدنی اور اخلاقی باتوں میں ایک دوسرے کی ہمدردی اور باہم رواداری و آشتی کو لازمہ انسانیت جانیں۔ ہاں صلاحیت و سنجیدگی اور شرافت سے اپنے اپنے دین کی تبلیغ و حمایت کریں۔ اور جو لوگ شرارت سے اس پاک اصل و بیان کو توڑیں انھیں بالاتفاق ترک تعلقات کی سزا ہوا کرے۔

یہی ایک صحیح طریق بین الاقوامی تعلقات کو عمدگی سے نباہنے کا ہو سکتا ہے۔ اسی کی اسلام تلقین کرتا ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکیم کا منشا تھا۔ جسے نا سننے والے حامیان اتحاد نے آج تک تو بجز چند عبرت انگیز و فضیحت آمیز تلخ تجربات کے کوئی قابل تحسین کارنامہ دکھلایا نہیں۔ اور آئندہ کا حال پردہ غیب میں ہے کیا ہم اب امید رکھیں کہ اس نہایت مفید اور نتیجہ خیز سکیم پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائیگی۔

خاکسار احمد حسین فرید آبادی۔ مہاجر دارالامان مہدی۔

خواجہ کمال الدین صاحب اور انگلستان میں تبلیغ اسلام

کچھ دنوں سے مشیر حسین صاحب قدوائی کی ایک چھٹی اسلامی اخباروں میں شائع ہو رہی ہے۔ جس کا خلاصہ صرف اتنا ہے۔ کہ احمدی جماعت کے مبلغین اسلام جو لندن میں کام کر رہے ہیں۔ ان کی تحریریں اور خطوط اسلامی اخباروں میں شائع نہیں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ اس سے ووکنگ مشن میں خلل واقع ہوتا ہے۔ دراصل یہ مضمون خواجہ کمال الدین صاحب کی طرف سے سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ قدوائی صاحب ایک پتلی ہیں جس کی تاریں خواجہ صاحب کے ہاتھ میں ہیں۔ اور خواجہ صاحب نے اپنے بھائی اسلامی مشنریوں پر صرف اس لئے حملہ کیا ہے کہ دوسرے لوگوں کی کامیابی سے ووکنگ مشن کی آب و تاب میں فرق نہ آ جائے۔

دراصل بات یہ ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ انگلستان میں سوائے ان کے اور کوئی اسلامی مشن .... قائم نہ ہونے پائے۔ خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ تاکہ خواجہ صاحب کے فرید الدہر ہونے میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو جائے۔ اس لئے خواجہ صاحب اور دوسرے لوگ جو ووکنگ میں مقیم ہیں کوئی نہ کوئی ایسی چال چلتے رہتے ہیں۔ جس سے اب تک ان کی مطلب برآری ہوتی رہی ہے۔ لیکن مجھے تعجب ہے کہ باوجود ایسے متعدد واقعات ہونے کے ابھی اسلامی پبلک کو ابھی تک اس دھوکا پر اطلاع نہیں ہوئی۔

خواجہ کمال الدین صاحب نے انگلستان میں چند ماہ کام کرنے کے بعد کچھ نو مسلموں کے نام شائع کر کے ان کے اسلام کو اپنی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ ان میں سے اکثر ایسے لوگ تھے جن کے اسلام لانے میں خواجہ صاحب کی تبلیغ کا حصہ محض برائے نام تھا۔ کیونکہ ان کا اسلام دوسرے مسلمانوں مثلاً عبداللہ سہروردی صاحب اور عبداللہ کوئلم صاحب وغیرہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ یا ان صاحبوں کی اپنی تحقیق۔

اس قابل اعتراض کارروائی کا کچھ ایسا رعب ہندوستانی مسلمانوں پر پڑا ہے کہ خواجہ صاحب یا خواجہ صاحب کے مددگاروں کی طرف سے جو آواز بھی نکلے فوراً اس کی تصدیق اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور متعدد اسلامی مشنوں اور مشنریوں کو نقصان پہنچا چکے ہیں۔

اب میں چند واقعات بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ مصیبت مجھ پر آئی۔ قریباً ۹ ماہ تک میں خواجہ صاحب کے ساتھ رہا۔ اس عرصہ میں مجھ سے بالکل کوئی کام تبلیغ کے متعلق نہیں کرایا گیا۔ اور اس کی غرض صرف یہ تھی کہ میرا نام بھی خواجہ صاحب کے ساتھ مشہور نہ ہو جاوے۔ آخر میں نے تنگ آ کر خواجہ صاحب کے علم کے بغیر اور بعد میں ان کی رائے کے خلاف ووکنگ مسجد میں لیکچروں کا سلسلہ جاری کیا۔ اس کے بعد مجھے جلدی ہی ووکنگ چھوڑ کر خواجہ صاحب سے علیحدہ لندن میں کام شروع کرنا پڑا۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ میں خواجہ صاحب کے ہاتھ پر ایمان فروشی کے لئے تیار نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نے تمام انگلستان میں دورہ کیا۔ اور ڈیڑھ سال کے اندر مختلف جگہوں میں ساٹھ سے اوپر لیکچر دیئے۔ اور متعدد اشخاص میرے ہاتھ پر مسلمان بھی ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ اس کی صرف وجہ یہی تھی کہ احمدی جماعت ایسی نہیں تھی کہ خواجہ صاحب کی ابلہ فریبی میں آ کر میری مدد کرنا چھوڑ دیتی۔ ورنہ خواجہ صاحب کی کوشش تو یہی تھی۔ کہ میں بذریعہ تار انگلستان سے واپس ہندوستان بلا لیا جاؤں۔

دوسرا کیس بیچارے قاری سرفراز حسین خانصاحب کا ہے۔ قاری صاحب بھی خواجہ صاحب سے خط و کتابت کرنے کے بعد ہندوستان سے اپنے خرچ پر ووکنگ پہنچے لیکن خواجہ صاحب کی طرف سے آپ کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا کہ چند ہی دنوں کے بعد قاری صاحب کو لنڈن سے ہندوستان واپس آنا پڑا۔ خواجہ صاحب کا جال پھیل چکا تھا۔ لہذا قاری صاحب کی طرف مسلمانان ہند کی طرف سے بالکل توجہ نہیں کی گئی۔ افسوس ہے ہندوستان میں کوئی ایسی جماعت پیدا نہیں ہوئی۔ جو قاری صاحب کی اس طرح مدد کرتی۔ جیسی کہ میری مدد ایسے موقع پر احمدیہ جماعت نے کی۔ اس لئے قاری صاحب کا وقت اور روپیہ بالکل

شائع ہوا۔

تیسرا مشن جو خواجہ صاحب کی ریشہ دوانی کا شکار ہوا وہ دہلی کا مشن تھا۔ مولانا انیس احمد صاحب بی۔ اے علیگ اور مولانا مولوی محمد علی صاحب کے متعلق جو انگلستان روانہ کرنے کی تجویز تھی۔ اس مشن سے روکنے کے لئے خواجہ صاحب نے مسلم اخباروں میں اعلان دیا کہ انگلستان میں ایسے مشنری آنے چاہئیں۔ جو زبان انگریزی اور علوم عربیہ اسلامیہ سے پورے پورے واقف ہوں۔ اور دوسری شرط یہ تھی کہ عمر ۴۰ سال سے زائد ہو۔ ان شرائط کی صرف غرض اس وفد کو روکنا تھا۔ چنانچہ وہ وفد رک گیا۔ اور خواجہ صاحب کی غرض پوری ہو گئی دوسرے مبلغین کے لئے تو ایسی شرائط لگا دی گئیں۔ جو کہ ایک شخص واحد میں موجودہ حالات تعلیم کے ماتحت جمع ہونی قریب قریب بالکل محال ہیں۔ لیکن خواجہ صاحب نے خود کبھی بھی اس پر عمل نہیں کیا۔ مولانا انیس احمد صاحب کو اس طرح سے روک دیا۔ لیکن جب آنجناب کو خود ضرورت پڑی۔ تو ملک عبدالقیوم صاحب بی۔ اے علیگ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جو کہ مولانا انیس احمد صاحب کے ہم عمر اور ہم جماعت ہیں۔ اور مذہب اسلام اور عربی زبان سے قطعاً ناواقف تھے۔ اسی طرح خود خواجہ صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب میں وہ دونوں شرائط متحقق نہیں ہوتیں۔ جو خواجہ صاحب مبلغ انگلستان کے لئے لازم قرار دیتے ہیں۔ مولوی صدرالدین صاحب کی عمر یقیناً ۴۰ سال سے کم ہے۔ اور خواجہ صاحب عربی سے محض نابلد ہیں۔

خواجہ صاحب اور آپ کے ہم سفیر قدوائی صاحب کی موجودہ کوشش لندن مشن کے خلاف بھی اسی پالیسی کا جو اسلام کے لئے خطرناک اور دھوکہ دہ ہے۔ ایک کرشمہ ہے۔ جیسا کہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ یہ کام اس لئے نہیں کیا جاتا کہ ولایت میں ایک اور اسلامی مشن قائم ہو جانے سے اسلام کو نقصان ہوگا۔ بلکہ اس لئے ہے کہ خواجہ صاحب کے خیال میں خواجہ صاحب کی آمدن اور شہرت میں نقص واقع ہو جائیگا۔ ہماری طرف سے ہر ایک رنگ میں کوشش ہوئی ہے۔ کہ یورپ میں لوگوں کو ہمارے ذاتی اور مذہبی اختلافات کا علم نہ ہو۔ اس لئے بعض دفعہ خدا کے لئے ذلت منظور کر کے عملی رنگ میں صلح کے لئے کوشش کی گئی۔ پرائیوٹ رقعے بھی لکھے گئے۔ لیکن خواجہ صاحب کو منظور نہ تھا۔ اور اس خیال خام پر ہماری مخالفت شروع کر دی کہ ان کے پاؤں جم چکے ہیں۔ شہرت ہو چکی ہے لہٰذا ہمارے مشن کو ان کے مقابل میں کامیابی نہیں ہوگی۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں میں خواجہ صاحب پر اس خیال کی غلطی ثابت ہو گئی۔ لندن مشن کے ذریعے سے ایک دو اشخاص دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے خواجہ صاحب ایسے لوگوں کے ناموں کی اشاعت اخباروں میں دیکھ نہیں سکتے۔ اس میں بھی اُمید نہیں کہ خواجہ صاحب کو کامیابی ہو۔ کیونکہ کیا کوئی ایڈیٹر اخبار پسند کریگا۔ کہ محض خواجہ صاحب کو خوش کرنے کے لئے وہ اپنے ناظرین کو لندن مشن کی خبروں سے محروم رکھے۔؟

الراقم۔ ایم۔ اے علیگ۔ سابق مسلم مشنری انگلستان (از پیسہ اخبار)

چندہ شفاخانہ کیلئے اپیل

بخدمت جملہ احمدیان السلام علیکم و رحمۃ اللہ

بفضل خدا قادیان کا ہسپتال طیار ہو گیا ہے صرف بیچ کے ایک کمرے کی ایک چھت باقی ہے۔ اور پلاستر ہونا ہے۔ کواڑ جو قریباً طیار ہیں۔ ان کا لگانا باقی ہے۔ سات ہزار روپیہ خرچ ہو چکا ہے۔ دو ہزار روپیہ اندازاً اور درکار ہے۔ پانچ سو پچاس روپیہ مجھ پر اس وقت قرضہ ہے۔ کل دو ہزار روپیہ مطلوب ہے۔ میری فریاد خدا تعالےٰ تک پہنچ گئی ہے۔ ذوالفقار علی خانصاحب کو خواب میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ جو ہسپتال کے لئے چندہ مانگتے ہیں۔ اس پر کونسا کیا احمدی ہے۔ جس کا دل نرم نہ ہوگا۔ اور جس کا ہاتھ ہسپتال کے لئے جیب میں نہ داخل ہو۔ اور جو مجھے کچھ نہ دیگا۔ میں نے پچاس احباب کو خطوط طلب زر کے لئے لکھے ہیں۔ جن میں سے تین چار دوستوں کا جواب آیا ہے۔ اُمید ہے سب کا جواب باصواب رفتہ رفتہ آ جاوے گا۔ اب اس خواب کی بنا پر جو الفضل نمبر ۳۰ جلد ۵ میں شائع ہو چکا ہے۔ مکرر درخواست ہے۔ کہ جن کو عاجز نے خطوط لکھے ہیں خصوصاً اور تمام جماعت عموماً توجہ کرے اب تو حضرت مسیح علیہ السلام احمدیوں سے ہسپتال کے لئے کچھ روپیہ طلب فرماتے ہیں۔ فقط میر صاحب نہیں مانگتے۔ اللہ تعالیٰ کا اشارہ ہے۔ لہٰذا خوشنودی رب العالمین کے لئے۔ اور اپنے مسیح کی عزت کو پیش نظر رکھ کر احباب اس کار خیر میں امداد فرما کر مجھے ممنون و مشکور فرما دیں۔ اور مجھ سے دعا لیں۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک بھائی کو توفیق بخشے۔ آمین۔

جن احباب نے اس کار خیر میں حصہ لیا ہے ذیل میں ان کے نام معہ رقم کے درج کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب سکندر آبادی۔ حیدر آباد	۵ھ
صوبہ دار میجر سعداللہ خانصاحب مالاکنڈ	۵ع
شیخ یعقوب علی صاحب بمبئی	۲ھ
حافظ سید عبدالمجید صاحب منصوری	۵
میزان	۲ ماسہ۵

(ناصر نواب از قادیان)

اشتہار

۳ مفید اور قابل اشاعت تبلیغی رسالے

(مصنفہ حضرت مسیح موعود) لیکچر سیالکوٹ اس میں کرشن ہونیکا دعویٰ ہی پیش کیا گیا ہے۔ قیمت ۲ر آخری لیکچر اس میں بھی نہایت موثر پیرایہ میں تبلیغ ہے قیمت ۱ر دافع البلاء قیمت ار الحجۃ البالغہ (مصنفہ حضرت مرزا صاحبزادہ بشیر احمد صاحب) وفات مسیح پر عجیب مضمون قیمت ۴ر

محمد فخرالدین ملتانی مالک احمدیہ بک ایجنسی قادیان

ہنگامۂ یورپ

حالات روس

روسی وزرا کی گرفتاری- لنڈن - ۸ - نومبر - ۱۲ بجکر ۵۵ منٹ بوقت شب - پیٹروگراڈ کی سرکاری ایجنسی نے - جو اب میکسملسٹ گروہ کے ہاتھ میں ہے رپوٹر کو اس مضمون کے تار بھیجے ہیں - کہ پیٹروگراڈ پر اس وقت میکسملسٹوں کا قبضہ ہے - اور انھوں نے وزیروں کو گرفتار کر لیا ہے -

ہنگامی صلح کا مطالبہ لینن نے جو میکسملسٹ تحریک کا سرغنہ ہے - مطالبہ کیا ہے کہ فوراً ہنگامی صلح کا انتظام کیا جائے - اور صلح کر لی جائے

کرنسکی کی گورنمنٹ برطرف لنڈن - ۸ - نومبر ایک بجکر ۱۵ منٹ - بعد دوپہر ایک بے تار کا روسی سرکاری پیغام مظہر ہے کہ پیٹروگراڈ کی فوج اور عام آبادی نے کرنسکی کی گورنمنٹ کو معزول کر دیا ہے

فوری صلح کی تجویز لنڈن ۸ - نومبر - مزدوروں اور سپاہیوں کی مجلس شوریٰ کی جنگی انقلابی کمیٹی نے یہ اعلان شائع کیا ہے - کہ پیٹروگراڈ اس وقت اس کے ہاتھوں میں ہے - شہر کی فوج نے اسے بڑی مدد دی ہے - اور اسی کمک کا نتیجہ ہے - کہ بغیر خونریزی کے شہر پر کمیٹی کا قبضہ ہو گیا - کمیٹی اعلان کرتی ہے کہ نئی گورنمنٹ ایک فوری اور منصفانہ صلح کی تجویز پیش کریگی اور اراضی کو کسانوں کے حوالہ کر دیگی - اور مجلس نظام اساسی کو دعوت اجتماع دیگی -

حالات اٹلی

اطالوی پسپائی- لنڈن - ۹ - نومبر - اطالیہ کی ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ہم کل اپنے خط مصاف کو پیچھے ہٹاتے رہے - بڑی بڑی فوجیں بلا مزاحمت پیچھے ہٹ گئیں - دلومی کی پہاڑیوں اور سو شاٹیک مین اور لاشیونزا کے مقام انقصال کے مابین مشیار جھڑپیں وقوع میں آئیں - جن میں ہم غنیم کی پیشقدمی کے روکنے میں کامیاب ہوئے -

وینس میں اطمینان اور سکون- وینس کے متعلق ارکین توبفس کا بیان ہے - کہ شہر میں اطمینان و سکون ہے اور کاروبار حسب معمول جاری ہے - استحکامات کی عمدگی کی وجہ سے ہوائی تاختیں نہیں ہوئیں -

اطالوی فوج کی آمد لنڈن ۹ - نومبر - ایک بے تار کی اطالوی سرکاری اطلاع مظہر ہے - کہ ہماری فوج کی آمد شروع ہو گئی ہے - اور وہ ان مورچوں میں جم رہی ہے - جو مدافعت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں - ہماری عقبی سپاہ ہنوز غنیم کو روکے ہوئے ہے -

حالات عراق عرب

شملہ - ۹ - نومبر - عراق کے متعلق ذیل کی سرکاری اطلاع شائع کی گئی ہے - اس کامیاب معرکے کے بعد جو ۲ نومبر کو دور کے نواح میں ہوا تھا - ہماری فوج - دریائے دجلہ کے اوپر کی طرف بڑھی - اور ۵ نومبر کو اس نے ترکوں پر حملہ کیا - جو ایک ایسے زبردست مورچہ میں جہاں سے تکریت پر زد پڑتی تھی جمے ہوئے تھے - ہماری توپخانہ کی گولہ باری کی آڑ میں - ہماری فوج نے بہادری کے ساتھ ۱۲ سو گز کا کھلا علاقہ عبور کیا - ہندوستانی سکھ اور دیسی رجمنٹوں نے زبردست حملہ کر کے غنیم کی خندقوں کی پہلی دو قطاریں مسخر کریں - اور ایک ترکی جوابی حملہ ناکام رہا - اس اثنا میں رسالہ نے غنیم کے میمنہ پر حملہ کیا - اور دریائے دجلہ کے بائیں کنارے ترکی ذرائع آمد و رفت کو خوب نشانہ بنایا - سہ پہر کو ہماری فوج نے پھر حملہ کیا - اور خندقوں کی اور قطاریں مسخر کریں - ترکوں کو شدید نقصان پہنچایا گیا - اس حملہ میں ہمارے رسالہ نے جو بائیں بازو پر تھا - اہم حصہ لیا - برطانی اور ہندوستانی رسالوں نے خندقوں پر سے دھاوا کیا - اور پیچھا ہو جانے سے ترکوں کو منقطع کر دیا - جنگ شام تک جاری رہی - ترک اندھیرے کی آڑ میں جلدی سے پیچھے ہٹ گئے - گو خاموش بلا اسے

ہندوستان کی خبریں

وزیر ہند کی آمد- بمبئی - ۹ - نومبر - جمعہ کے روز وزیر ہند بمبئی پہنچ گئے - لارڈ ونیامور رئیس مجلس دیوان خاص سر سی - ایچ رابرٹسن - رکن پارلیمنٹ - سر ولیم ڈیوک رکن کونسل وزیر ہند - مسٹر سیٹن سکرٹری جوڈیشیل و پبلک ڈیپارٹمنٹ انڈیا آفس - مسٹر کش پرائیوٹ سکرٹری - ان کے ہمراہ تھے یہ تمام جماعت بہت جلد دہلی کو روانہ ہو گئی -

والیان ریاست کو دعوت ۶ - نومبر کی شام کو امپریل لاج دہلی میں ہز ایکسلنسی لارڈ و لیڈی چیمسفورڈ کی طرف سے ان والیان ریاست اور ان کے وزیروں وغیرہ کو جو روسا کی کانفرنس دہلی میں آئے ہوئے تھے ایک شاندار ایوننگ پارٹی دی گئی -

بمبئی یونیورسٹی مسٹر سیٹھ نسراج پراگ جی ٹھاکری نے بمبئی یونیورسٹی کو دس ہزار کے جنگی قرضے کے تمسک اس غرض سے عطا کئے ہیں کہ بی اے اور بی - ایس - سی کے درجوں میں تعلیم سائنس کے دو سالانہ وظیفے قائم کئے جائیں -

مسٹر دادا بھائی کی یادگار مسٹر دادا بھائی نوروجی کی یادگار قائم کرنے کے لئے جو فنڈ کھولا گیا ہے - اس کی مقدار اب ۹۰۴۰ تک پہنچ گئی ہے -

فسادات شاہ آباد کا مقدمہ ۷ و ۸ - نومبر کو عدالت آرہ میں جاری رہا - ملزموں اور گواہوں کے بیانات ہوئے - عدالت نے ۱۷ ملزموں کو کافی شہادت نہ ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا - اور باقی سب پر ڈاکہ زنی اور امتناع قربانی کے بلوہ کا مشترکہ مقصد رکھنے مسلمانوں کو لوٹنے اور مارنے یا ان کے مال کا نقصان کرنے ... اور ملکی سپاہیوں کو صدمہ پہنچانے کے الزامات قائم کئے گئے

ملزموں نے اپنے آپ کو بے قصور ٹھیرایا - پھر کچھ شہادتیں جرح کی ... ہوئیں - اور عدالت دس دن کے لئے ...